UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

خراج کا تاریخی پس منظر اور اسلامی طریقہ کار: ایک تحقیقی جائزہ

A Research Study on Historical Background of Kharāj-Land Tax- and its Islamic Perspective

DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

حافظ سیف الدین *

پروفیسر ڈاکٹر قاری تاج آفسر**

Abstract:
Islām is the torch bearer of collective justice. It has been insisted upon to establish of justice in all walk of life. Before Islam all kinds of cruelties and injustice were prevalent in society abolished by Islām which benefited mankind a lot. One of these is economic crulty and exploitation system. The ruling class used to impose heavy taxes on public in order to fulfill their luxuries and extravagance. The ruler used to obtain a huge share from the production of farmers in the shape of "Kharāj". Consequently the life of public had become miserable and it has become impossible for general public to become prosperous. Islam revolutionized this system and introduced mankind with a just economic system which ended the cruelty and exploitatation.Islam gave a just and balanced system of taxes and their uses by which every individual of society can benefit on equal basis. The wealth rotates in society instead of being limited in a specific class. This ends poverty and the sense of deprivation from the society.Kharāj is one of these taxes. How was Kharāj promulgated before Islam? What was the system of collection of Kharāj? After Islam what changes occurred in the promulgation and collection of Kharaj? This article will discuss historical and research based analysis of these points.

Keywords: *Kharāj, Islām, Ūmar, Sawād e Irāq, Usmān*

خراج کا لغوی مفہوم:

لسان العرب میں خراج کی لغوی تحقیق یوں بیان کی گئ ہے:

''والخَرْجُ والخَرَاجُ، واحدٌ: وَهُوَ شَيْءٌ يُخرِجُه القومُ فِي السَّنَةِ مِن مَالِهِمْ بقَدَرٍ مَعْلُومٍ. الخَرْجُ الْمَصْدَرُ، والخَرَاجُ: اسمٌ لِمَا يُخْرَجُ''[1] (ترجمہ): ''خرج اور خراج واحد ہے، خراج

* اسسٹنٹ پروفیسر، اسلام آباد کالج فار بوائز، اسلام آباد

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، چئیرمین شعبہ تفسیر وعلوم قرآنیہ، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

اس چیز کو کہتے ہیں جو کوئی قوم اپنے مال سے سالانہ معلوم اندازے کے مطابق نکالتی ہے۔لفظ خرج مصدر ہے،اور خراج اس چیز کو کہتے ہیں جو نکال (الگ کر) لی جاتی ہے۔"

خراج کا لفظ عموماً زمین کے لگان پر بولا جاتا ہے، جیسا کہ محاورہ ہے:

''والخَرْجُ أَن يؤدي إليك العبدُ خَرَاجَه أَي غَلَّتَه، والرَّعِيَّةُ تُؤَدِّي الخَرْجَ إِلى الوُلاةِ.''[2]

(ترجمہ): غلام تم کو اپنی آمدنی کا مقررہ حصہ ادا کرتا ہے۔رعایا حاکم کو لگان ادا کرتی ہے۔

خَرج اور خَراج قرآن میں "اجر اور صلہ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے:

''أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ''[3]

(ترجمہ): کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے (تبلیغ کے سلسلے) میں کوئی اجر مانگتے ہو تو تمہارے پروردگا کا بدلہ بہت اچھا ہے، اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

تفسیر قرطبیؒ میں اس آیت کو اس طرح واضح کیا گیا ہے:

''قَوْلُهُ تَعَالَى: (امْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجا) اي اجرا على ما جئتهم به''[4] ''(امْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجا)یعنی اس کا بدلہ جو آپ ان کے پاس لے کر آئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے:

''خَرْجا أجرا على أداء الرسالة. فَخَراجُ رَبِّكَ رزقه في الدنيا او ثوابه في العقبى،خير''[5]

''خَرْجا'' یعنی اداء رسالت (پیغام الٰہی پہنچانے) کا بدلہ۔''فَخَراجُ رَبِّكَ''یعنی تیرے پروردگار کا رزق دنیامیں اور اخرت میں اس کا ثواب وبدلہ بہتر ہے۔

مذکورہ دونوں تفاسیر میں خرج اور خراج کا معنی ''اجر اور صلہ'' بیان ہوا ہے۔

اصطلاح میں خراج سے مراد ہے:

لشکر اسلام کسی ملک کو فتح کرلے اور خلیفہ وہاں کی زمینیں مفتوح قوم (کفار) کے قبضے میں باقی رہنے دیں یا جس ملک سے صلح ہو گئی اور اسلامی حکومت کے ذمی بن گئے، ان کی زمینیں خراجی کہلاتی ہیں،اور خلیفہ ان زمینوں پر جو محصول (مالگذاری) مقرر کردیتا ہے اس کو ''خراج'' کہا جاتا ہے۔"[6]

خراج قبل از اسلام

عراق میں خراج قبل از اسلام

خلافت اسلامیہ کے زیر سایہ آنے سے قبل سواد عراق[7] پر اہل فارس کا تسلط تھا، ایرانیوں کے ابتدائی زمانے میں ٹیکس (خراج) پیداوار سے لیا جاتا تھا۔اس کی شکل یہ تھی کہ فصل تیار ہونے پر حکومتی کارندے آیا کرتے اور حسب قانون پیداوار کی بٹائی کرکے غلہ لے کر چلے جاتے تھے۔اس صورت میں بٹائی سے پہلے کاشتکار کو

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

معمولی قسم کے تصرف کا بھی اختیار نہ ہوتا تھا اور نہ اس کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ پیداوار کے بجائے نقد رقم کی شکل میں لگان (خراج) ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکے۔[8]

کسریٰ نوشیروان "کے والد قباذ بن فیروز[9] کے زمانے تک ٹیکس کی ادائیگی کا یہی طریقہ مروج رہا، لیکن قباذ نے زمین کی از سر نو پیمائش کراکے کھیتوں پر ایک خاص شرح سے لگان مقرر کیا، الماوردیؒ اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

''وَكَانَ السَّوَادُ فِي اوَّلِ ايَّامِ الْفُرْسِ جَارِيًا عَلَى الْمُقَاسَمَةِ، الَى انْ مَسَحَهُ وَوَضَعَ الْخَرَاجَ عَلَيْهِ قَبَاذُ بْنُ فَيْرُوزَ''[10]

(ترجمہ): سواد (عراق) میں ایرانی حکومت کے ابتدائی زمانے میں پیداوار کی بٹائی کا طریقہ تھا قباذ بن فیروز نے پیمائش کراکے اس پر لگان مقرر کیا۔

اس صورت میں نوشیروان[11] کے زمانے تک یہ بات ملحوظ نظر رہی تھی کہ مقررہ لگان کی مقدار اصل پیداوار کے نصف کی قیمت سے زائد نہ ہونے پائے، البتہ جب" خسرو پرویز[12] اور یزد گر[13] کا زمانہ آیا تو اس میں مزید اضافہ اور مختلف قسم کی تبدیلیاں کر دی گئ تھیں۔"قباذ" نے خراج کے حصول میں یہ تبدیلی کیوں کی تھی اس کی وجہ مؤرخین نے یہ بیان کی ہے کہ:

قباذ ایک دن شکار کے لیے گیا تھا اتفاقاً اس کا شکار درخت کی جھاڑی میں چھپ گیا، جب وہ شکار کی تلاش میں ٹیلے پر چڑھا تو اس نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک عورت کھجور اور انار کے باغ میں کام کر رہی ہے اور اس کے پاس اس کا بچہ انار کے لیے کھڑا ہے، لیکن یہ عورت اس بچہ کو انار دینے سے انکار کرتی جا رہی ہے، قباذ اس صورت حال کو دیکھ کر بہت متحیر ہوا، اور اس عورت کو بلا کر بچے کو انار نہ دینے کا سبب پوچھا، عورت نے اس کو جواب دیا کہ ابھی حکومت کا افسر بٹائی کے لیے نہیں آیا ہے، اسی کا انتظار ہے، مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر ایک انار بھی توڑ کر بچے کو دے دوں تو اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی، اس لیے میں بچے کو انار دینے سے گریز کر رہی ہوں۔ یہ بات سن کر قباذ بہت متاثر ہوا اور اس نے زمین کی پیمائش کا حکم دے کر لگان کی شکل میں محصول (ٹیکس) وصول کرنے کا طریقہ جاری کر دیا لیکن اس وقت اس کا تناسب وہی تھا جو بٹائی کی صورت میں لیا جاتا تھا۔[14]

قباذ کا یہ مقررہ لگان تین قسطوں میں وصول کیا جاتا تھا، اور ہر پیداوار پر ٹیکس کی وصولی کا کام جاری رہتا تھا، چونکہ اس میں پہلے ہی دستور کا تناسب ملحوظ رکھا گیا تھا، پھر "یزد گر" کے مزید اضافوں اور وحشیانہ سختیوں کی وجہ سے قوم کی حالت جہاں تک پہنچ گئ تھی، اس کا نقشہ ایک عراقی وفد نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کی خدمت میں آکر یوں کھینچا ہے:

''يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِين انَّا قَوْمٌ مِنْ اهْلِ السَّوَادِ، وَكَانَ اهْلُ فَارِسَ قَدْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا, وَاضَرُّوا بِنَا،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

فَفعَلُواوَفعَلُوا – حَتَّى ذَكَرُواالنِّسَاءَ – فَلَمَّا سَمِعْنَا بِكُمْ , فَرِحْنَا بِكُمْ، وَاعْجَبَنَا ذَلِكَ ،فَلَمْ نُرِدْ كَفَّكُمْ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى اخْرَجْتُمُوهُمْ عَنَّا،،[15]

(ترجمہ): اے امیر المؤمنین ہم لوگ سواد عراق سے آئے ہیں، ایرانی ہم پر غالب آئے تھے ،انہوں نے ہمیں ہر طرح سے ستایا، ہماری عورتوں تک کی بے حرمتی کرنے میں بھی ان لوگوں نے دریغ نہیں کیا ہے، آپ لوگوں کی آمد کا سن کر بڑی مسرت ہوئی، آپؓ ہمارے ہاں ضرور آیئے اور ان (پارسیوں) کو نکال باہر کیجئے، اس سلسلے میں ہم کسی قسم کی مداخلت نہیں کریں گے۔

شام میں خراج قبل از اسلام

اسلام سے قبل ملک شام میں قدیم یونانی قانون نافذ تھا۔ پیداوار کے اختلاف کے لحاظ سے زمین کے مختلف قسم کے مدارج قائم کر رکھے تھے اور اسی لحاظ سے اس نے زمینوں پر مختلف قسم کی شرح سے لگان مقرر کر رکھی تھی۔ لیکن افسران بندوبست کے ظلم وجور نے کاشتکاروں کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔ چھٹی صدی عیسوی میں یونانی قانون کا شامی زبان میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ جب شام میں اسلام کی روشنی پھیل گئی تو اسلام چونکہ ہر ایک کی زبان، مذہب اور کلچر کی حفاظت کرتا ہے، اس لیے عربی میں اس کا ترجمہ کرانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ اسی شامی زبان میں وہاں کا قانون باقی رکھا گیا، اور کافی عرصہ بعد ۸۱ھ میں عبدالملک بن مروانؒ[16] کے حکم سے عربی میں اس کا ترجمہ ہوا۔[17]

مصر میں خراج قبل از اسلام

اسلام سے قبل مصر میں لگان کے مندرجہ ذیل قوانین نافذ تھے:

۱۔ لگان زمین کی آمدنی سے لیا جائے، نقدی کی شکل میں ہو یا پیداوار کی شکل میں، لیکن اس میں کاشتکار کو مہلت نہ دی جائے، جیسا کہ علامہ مقریزیؒ[18] کہتے ہیں:

’’ولا يؤخذ خراجها الا من غلتها، ولا يقبل مطل أهله،،[19]

(ترجمہ): لگان زمین کی آمدنی سے لیا جائے، لیکن کسی قسم کی مہلت قبول نہ کی جائے۔

۲۔ چند سالوں کی پیداوار کا اوسط نکال کر اس کے لحاظ سے جمع بندی کی تشخیص کی جائے۔

۳۔ لگان کی مقدار کا تعین چار سالوں کے لیے ہوتا تھا اس کے بعد نئے حساب سے لگان کا تعین کیا جاتا تھا۔ پھر اس چار سالہ وقفے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاتی تھی، خواہ کاشتکار اور پیداوار کی جو بھی حالت ہو۔

۴۔ لگان کے چار حصے کیے جائیں، ایک حصہ بادشاہ کے لیے، دوسرا حصہ فوج کے لیے، تیسرا حصہ زمین کی مصالح کے لیے اور چوتھا حصہ ناگہانی حادثہ کے لیے الگ کر دیا جائے۔[20]

رومیوں نے جب مصر پر قبضہ کیا تو مذکورہ قوانین کو باقی رکھا اور اس کے ساتھ دو نئے قوانین کا اضافہ کیا:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

۱۔ لگان کے علاوہ ہر سال مصر سے غلہ کی ایک کثیر مقدار قسطنطنیہ (پایۂ تخت) کے لیے وصول کیا جائے۔
۲۔ ہر صوبہ میں فوج کی رسد کے لیے غلہ یہیں (مصر) سے لیا جائے۔[21]

خراج بعد از اسلام

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنی فتوحات ہوئیں تھیں، ان سب کا انتظام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفاد عامہ کے لحاظ سے کیا تھا، اراضی کی تنظیم و تقسیم کی جو عمدہ صورت ہو سکتی تھی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی خاص طبقہ یا جماعت کا مفاد نہیں تھا بلکہ خلق کا عام مفاد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ملکیت کی حیثیت حق استعمال اور حق انتفاع سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی اسی حد تک اور اسی وقت تک قابل تسلیم تھی جب تک مفاد عامہ میں خلل واقع نہ ہو اور کسی کی حق تلفی کا باعث نہ بن سکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظام قائم کیا تھا اس میں نہ ملکیت کی آڑ میں ظلم و ستم کی گنجائش تھی اور نہ جماعتی شکنجہ میں انسان کو اس طرح جکڑ دیا گیا تھا کہ وہ آزادانہ اپنی صلاحیتوں کو نشو و نما دے کر اپنی ضمیر کا استقلال نہ باقی رکھ سکے، بلکہ ہر شخص کو اپنی ضرورت و صلاحیت کے مطابق کسی تخصیص و ترجیح کے بغیر مستفید ہونے کے ذرائع اور مواقع یکساں طور پر مہیا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی فضا پیدا کر دی جو رحمت و اخوت، مساوات، امانت و افادیت، ایثار و قربانی کی مکمل نمونہ تھی جس کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جسموں ہی پر نہیں بلکہ دل و دماغ پر بھی حکومت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے صدیوں پہلے وادی غیر ذی زرع سے پوری انسانیت کو پیغام دیا کہ ہر شے کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ذرائع و وسائل پیداوار اور مفاد عامہ کے لیے ہیں نہ کہ تنہا خوری کے لیے، اور انسان کی حیثیت "امین" کی ہے، جس کو استعمال و انتفاع کا حق دیا گیا ہے۔ بناء بریں "مسیلمہ کذاب"[22] نے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصف حکومت کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:

"انَّ الْارْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ"[23]

(ترجمہ): زمین درحقیقت اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے وہ زمین کا وارث بنا دیتا ہے۔

ایک اور موقع آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انَّ الْارْضَ ارضُ اللّٰهِ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللّٰهِ، وَمَنْ احيَا مَوَاتًا فَهُوَ احَقُّ بِهِ"[24] (ترجمہ): زمین اللہ کی زمین ہے اور بندے اللہ کے بندے ہیں، جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے گا، وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی[25] اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وَالْارْض كلهَا فِي الْحَقِيقَة بِمَنْزِلَة مَسْجِد او رِبَاط جعل وَقفا على ابناء

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

السَّبِيل، وهم شُرَكَاء فِيهِ، فَيقدم الاسبق فالاسبق، وَمعنى الْملك فِي حق الْادَمِيّ كَونه احَق بِالِانْتِفَاعِ من غَيره'' [26]

(ترجمہ): حقیقت یہ ہے کہ پوری زمین بمنزلہ مسجد اور سرائے کے ہے،جو مسافروں پر وقف ہوتی ہے اور سب لوگ اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں،اسی لیے ہر پہلے آنے والے کو پیچھے آنے والوں پر ترجیح ہوتی ہے۔زمین پر آدمی کی حق ملکیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ انتفاع کا حق قابض کو دوسروں کی نسبت زیادہ حاصل ہے۔

عہد خلافت راشدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انتظام سلطنت جب خلفاء راشدین کے ہاتھ میں آئی تو زمین کا انتظام انہوں نے بھی قرآنی احکام اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر مفاد عامہ ہی کے لحاظ سے کیا تھا ۔زمانۂ خلافت کی فتوحات اور وہاں کے انتظامات ، بلا تخصیص مذہب وملت حقوق میں مساوات دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اسلام میں ذاتی وانفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو کس طرح ترجیح دی گئی ہے،اس کا عملی نمونہ ہمیں خلفاء راشدینؓ کے طرز عمل سے ملتا ہے۔

عراق میں خراج کا نفاذ

عراق فتح [27] ہونے کے بعد زمین اور جائیداد کے انتظام کے بارے میں مشورہ ہوا، مجلس شوریٰ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف [28]، حضرت بلالؓ [29] اور ان کے ہم خیال صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ یہ زمین فوجیوں میں تقسیم کردی جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا کچھ حصہ فوجیوں میں تقسیم کردیا تھا۔امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کی رائے اس کے خلاف تھی،وہ چاہتے تھے کہ خلافت کے زیر انتظام زمین اصل باشندوں کے پاس رہنے دی جائے، مجلس شوریٰ کے دیگر اراکین، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت معاذؓ بن جبل [30] جیسے اکابر صحابہؓ کی رائیں حضرت عمر فاروقؓ کی موافقت میں تھیں۔[31]

آخر کار مجلس شوریٰ میں انتہائی غور خوض کے بعد یہ بات طے پائی کہ مفاد عامہ کے پیش نظر خلافت کے زیر نگرانی زمین اصل باشندوں ہی کے پاس رہنے دی جائے،اور فوجیوں میں تقسیم نہ کی جائے۔ اس انتظام میں کون سی روح کار فرما تھی خلافت کا مزاج سمجھنے میں اس کو کتنا دخل ہے،مفاد عامہ کے پیش نظر خلیفہ کو کتنے اختیارات حاصل ہیں،ان تمام باتوں کے جواب پر وہ تقریریں روشنی ڈالتی ہیں جو اس موقع پر موافقت اور مخالفت میں ہوئی تھیں،چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ اس موقع پر اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اس زمین کو آپ ہی لوگوں میں تقسیم کردوں اور بعد میں آنے والوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں کہ ان کا اس میں کچھ حصہ نہ ہو، کیا آپ لوگوں کا یہ مقصد ہے کہ اس

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

کی آمدنی ایک محدود طبقے میں سمٹ کر رہ جائے اور اسی طبقے میں نسل در نسل منتقل ہوتی رہے، اگر میں نے ایسا کر دیا تو سرحدوں کی حفاظت کس مال سے کی جائے گی، بیواؤں اور حاجتمندوں کی کفالت کہاں سے ہو گی، مجھے اس کا بھی اندیشہ ہے کہ بعض لوگ اس کے بارے میں آپس میں فساد کرنے لگیں گے۔"[32]

حاضرین میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر فاروقؓ کے رائے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا: ''دَعْهُمْ يَكُونُوا مَادَّةً لِلْمُسْلِمِينَ''[33] (ترجمہ): (ان کاشتکار اور زمینوں) کو اپنی اصل حالت میں رہنے دیجئے تاکہ یہ تمام مسلمانوں کے لیے یکساں (معاشی قوت) کا ذریعہ بن سکیں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت بلالؓ نے آپ کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا:

"جو مال اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ سے عطا فرمایا ہے وہ ہم لوگوں میں تقسیم ہونا چاہیے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمینوں کو تقسیم کر دیا تھا، یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہ ہوں، ان کے بیٹوں اور پوتوں کے خیال سے ہماری حق تلفی کی جائے، ہم اپنی اولاد کے لیے ہیں اور بعد والے اپنی اولاد کے لیے ہوں گے۔"[34]

اس مجلس میں کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو سکا، اس کے بعد دوبارہ حضرت عمر فاروقؓ نے مجلس شوریٰ طلب کی، اور اس میں انصار کے دس معزز آدمیوں کو بلا بھیجا اور سب کو جمع کر کے اس مسئلے پر غور و خوص کیا۔ اس مجلس میں حضرت عمر فاروقؓ نے ایک جامع اور مدلل تقریر کی اور قرآنی آیات پیش کر کے سب لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دی، جس کا خلاصہ یہ ہے:

آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"میں نے آپ حضرات کو محض اس لیے فوری تکلیف دی ہے کہ جس بار امانت کو آپ لوگوں نے میرے سر پر رکھا ہے، اس کے اٹھانے میں میرے شریک بنیں اس وقت مجلس میں میری حیثیت خلیفہ کی نہیں ہے بلکہ آپ ہی میں سے ایک فرد جیسی ہے، ہر شخص کو اپنی رائے پیش کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے، ابھی تھوڑی دیر کی بات ہے کہ اسی معاملے میں مشورہ ہو چکا ہے مجلس کی کچھ لوگوں نے میری رائے کی مخالفت کی ہے اور کچھ نے تائید کی ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ میری مرضی کا اتباع کریں اور حق بات کو چھوڑ دیں، میں تو صرف حق بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں، جس طرح میرے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اسی طرح آپ لوگوں کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے، اس کو سامنے رکھ کر مجھے مشورہ دیجئے، جو کچھ اس میں موجود ہے اس پر عمل کرنا ہم سب کا فرض ہے۔"[35]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

حضرت عمر فاروقؓ نے اس موقع پر "آیات فئ"[36] سے استدلال کیا تھا جن میں بلا تخصیص و ترجیح مفتوحۃ زمین میں سب لوگوں کا حق بیان کیا گیا ہے اور اسی حقیقت کی طرف حضرت عمر فاروقؓ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتے تھے۔آپؓ نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی:

(وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ)[37]

(ترجمہ): جو ان (مہاجرین وانصار) کے بعد مسلمان آئیں گے ان کے لیے (مال فئ میں) حق ہے۔

اور فرمایا:آیت کریمہ کا حکم قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو شامل ہے۔اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے گذشتہ اجلاس کی کاروائی پر اجمالی روشنی ڈالی اور مقصد کو زیادہ واضح الفاظ میں اس طرح ادا کیا۔

"کیا آپ حضرات نے ان لوگوں کی باتیں سنیں جو اس معاملہ میں مجھے شک کی نظر سے دیکھتے ہیں شاید ان کا خیال ہے کہ میں ان کی حق تلفی کرنا چاہتا ہوں، حالانکہ کسی فرد کی بھی حق تلفی کرنا میرے نزدیک صریح ظلم ہے، معاذاللہ! خدا شاہد ہے کہ میں نے کبھی بھی کسی معاملے میں ان پر ظلم کیا ہو یا اب کسی پر ظلم کرنے کا ارادہ ہو، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ کسرٰی کی زمین (عراق وشام) فتح ہونے کے بعد اور کون سی زمین رہ گئی ہے کہ جس کی آمدنی سے خلافت کا انتظام سنبھالا جاسکے گا یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے کسرٰی کے اموال، زمین، جائیداد اور جفاکش کام کرنے والوں پر ہمیں غلبہ عطا فرمایا ہے۔یہ لوگ خود اس کے شاہد ہیں کہ اموال منقولہ میں نے فوجیوں میں تقسیم کر دیا ہے، خمس (پانچواں حصہ) نکال کر اس کو بھی موزوں موقع پر صرف کر دیا ہے۔اب زمین (غیر منقولہ جائیداد) باقی بچی ہے تو اس کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ اسے مجوسی مالکوں ہی کے پاس رہنے دوں اور زمین پر خراج (ٹیکس) اور اس کے مالکوں پر ان کے جان و مال کی حفاظت کا معاوضہ (جزیہ) مقرر کروں تاکہ یہ سب آمدنی اجتماعی مفاد کے کام میں لائی جاسکے اور اس کے ذریعے فوجیوں کی تنخواہیں اور موجودہ و بعد کے تمام لوگوں کا بندوبست کیا جاسکے۔آپ ہی بتائیں کہ یہ ممالک کیا سرحدوں کی حفاظت کے بغیر بیرونی حملوں سے محفوظ رہ سکیں گے؟ کیا جزیرہ، کوفہ، بصرہ، عراق، شام اور مصر وغیرہ کے بڑے بڑے شہروں میں ان کی حفاظت کے لیے چھاونیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی، آخر فوجیوں کی تنخواہیں اور دیگر عملے کے وظیفے کی رقم کہاں سے آئے گی؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس مدلل اور بصیرت افروز تقریر نے مجلس میں سب پر اثر ڈالا اور اراکین شورٰی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس خیال کی ان الفاظ میں تائید کی:

"فَقَالُوا جَمِيعًا: الرَّأْيُ رَأْيُكَ؛ فَنِعْمَ مَا قلت وَمَا رَأَيْت"

(ترجمہ): سب نے کہا کہ بس آپؓ ہی کی رائے اس معاملے میں درست ہے، آپؓ نے جو فرمایا وہ خوب ہے اور جو رائے قائم کی وہ بہت موزوں ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سرحدوں کی باقاعدہ حفاظت نہ ہوئی اور شہروں میں چھاؤنیاں نہ قائم کی گئیں تو دشمن پھر اپنے ملکوں پر قابض ہو جائیں گے۔[38]

مجلس شوریٰ کے اس فیصلے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے اطمینان کا سانس لیا اور دیگر معاملات کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے اطمینان اور خوشی کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"اب مجھے اطمینان ہوا کہ میں حق پر تھا اور اس معاملہ میں میری رائے درست تھی۔ اب آپ مجھے ایسے آدمیوں کا پتہ دیجئے جو زمین کی پیائش میں ہوشیار اور لگان (خراج) کے مقرر کرنے میں تجربہ کار ہوں تاکہ ایک طرف زمین کی پیائش ٹھیک ٹھیک ہو جائے اور دوسری طرف کسی کی برداشت سے زیادہ لگان (ٹیکس) نہ مقرر کیا جائے۔"[39]

جب ممتاز و مشاہیر اور اہل حل وعقد صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس رائے پر اتفاق کر لیا کہ مفتوحہ اراضی کا ان کے مالکان کے قبضہ میں باقی رکھا جائے اور منقولہ اموال غنیمت فاتح مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں تو آپ نے فن مساحت کی دو ماہر اشخاص حضرت عثمان بن حنیف اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو سواد عراق کی پیائش و بندوبست کے لیے وہاں بھیجا اور جب آپؓ نے ان کو اس مہم پر روانہ کیا تو انہیں اپنی گراں قدر نصیحتوں اور گہری بصیرت پر مبنی توجیہات و رہنمائیوں سے نوازا، انہیں حکم دیا کہ پیائش و بندوبست کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کی مالی حیثیت، زمین کی شادابی و خشکی، درخت و دیگر نباتات کی نوعیت اور رعایا کے ساتھ نرم برتاؤ کو خاص طور سے دھیان میں رکھیں اور جس مقدار کی ادائیگی مالکان زمین کے لیے ناممکن ہو وہ خراج ان پر مقرر نہ کریں بلکہ خراج کی وصولی کے بعد ان کے پاس اتنا چھوڑ دیں جس سے وہ اپنی ضروریات اور مشکل حالات کو درست کر سکیں۔[40]

حضرت عمر فاروقؓ عدل کی بنیادوں پر اپنی قرارداد نافذ کرنا چاہتے تھے، اس لیے آپؓ نے مناسب سمجھا کہ باشندگان عراق کی اسلامی فتح سے پہلے کی حالت معلوم کریں۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ [41] اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ [42] کو حکم دیا کہ وہاں پہنچ کر سواد عراق کے ممتاز دہقان (کاشتکاروں) کا ایک وفد آپؓ کے طرف روانہ کریں، چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل میں سواد عراق کے مالکان زمین کا وفد آپؓ کی خدمت میں روانہ کیا، آپؓ نے وفد سے پوچھا کہ:

"كَيْفَ كُنْتُمْ تُؤَدُّونَ الَى الاعَاجِمِ فِي ارْضِهِمْ؟ قَالُوا: سَبْعَةٌ وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا؛ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: لَا ارْضَى بِهَذَا مِنْكُمْ، وَوَضَعَ عَلَى كُلِّ جَرِيبٍ عَامِرٍ اوْ غَامِرٍ يَنَالُهُ الْمَاءُ قَفِيزًا مِنْ حِنْطَةٍ اوْ قَفِيزًا مِنْ شَعِيرٍ وَدِرْهَمًا۔"[43]

(ترجمہ): آپ لوگ عجمی حکام کو اپنی زمین کا کتنا لگان دیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

ستائیس (۲۷) درہم۔آپؓ نے فرمایا: لیکن میں تم سے اتنا لینا پسند نہیں کرتا۔اور آپؓ نے ہر آباد و غیر آباد زمین جس تک پانی پہنچتا ہو،ایک قفیز (صاع) گندم یا ایک قفیز جو اور ایک درہم نقد عائد کیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ موقف اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام مفتوح اقوام کے لیے عدل و انصاف کا پیغام لے کر آئی۔آپؓ یہ چاہتے تھے کہ زمین کی پیائش و ملکیت کے اعتبار سے اس کے مالکان پر خراج مقرر کرنا ان کے حق میں زیادہ مفید اور ادائیگی میں زیادہ بہتر و آسان ہے،نیز اس میں ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہیں ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی اور سواد عراق کا رقبہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ (۳۶۰۰۰۰۰۰) مربع جریب ٹھرا۔[44] ان حضرات نے پیداوار کے حساب سے "انگور کی کھیتی پر فی جریب دس درہم، کھجور پر فی جریب اٹھ درہم،گنا پر فی جریب چھ درہم،گیہوں پر فی جریب چار درہم اور جو پر فی جریب دو درہم" سالانہ خراج مقرر کیا۔انہوں نے امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کو اس تفصیل سے باخبر کیا آپؓ نے اسے ہی نافذ کر دیا۔[45]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں کے زمینداروں اور باشندوں پر خاص توجہ رکھتے تھے اور انہیں عدل پہنچانے کی کوشش کرتے تھے،تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت عثمان بن حنیف اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی طاقت سے زیادہ خراج کی ادائیگی پر مجبور کیا ہو،آپؓ نے اس شبہ کی وضاحت چاہتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا:

"كَيْفَ وَضَعْتُمَا عَلَى الارْضِ، لَعَلَّكُمَا كَلَّفْتُمَا اهْلَ عملكما مَا لَا يُطِيقُونَ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: لَقَدْ تَرَكْتُ فَضْلا. وَقَالَ عُثْمَانُ: لَقَدْ تَرَكْتُ الضِّعْفَ. وَلَوْ شِئْتُ لاخَذْتُهُ؛ فَقَالَ عُمَرُ عِنْدَ ذَلِكَ:امَا وَاللَّهِ لَئِنْ بَقِيتُ لارَامِلِ اهْلِ الْعِرَاقِ لادَعَنَّهُمْ لَا يَفْتَقِرُونَ الَى امِيرٍ بعدِي"[46]

تم نے زمین پر خراج کیسے مقرر کیا ہے؟ شاید تم نے مالکان زمین کو ان کی طاقت چ سے زیادہ ادائیگی پر مجبور کیا ہے؟ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے اس سے زیادہ ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دوگنا چھوڑ دیا ہے،اگر آپؓ کہیں تو ان سے وہ بھی وصول کرلوں،اس وقت آپؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں عراق کی بیواؤں کے لیے زندہ رہا تو انہیں اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی امیر کی محتاج نہ رہیں گی۔

شام میں خراج کا نفاذ

شام فتح[47] ہونے کے بعد نہ وہاں کی زمین کی پیائش کرانے کی ضرورت سمجھی گئی تھی،اور نہ رائج شدہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

قانون میں بالکلیہ تبدیلی کی گئی تھی بلکہ وہی یونانی قانون جو شامی زبان میں موجود تھا،اس میں معمولی تبدیلی و اصلاح کے بعد جاری رکھا گیا تھا۔شام کے باشندے بالخصوص طبقاتی جنگ کے شکار تھے،اس کے شہریوں اور دیہاتیوں کے حقوق میں فرق تھا،کاشتکاروں کی کوئی حیثیت اور سوسائٹی میں ان کے لیے کوئی جگہ نہ تھی اور مزید برآں یہ کہ افسران بندوبست اپنے ظلم و ستم کی چکی میں ہر وقت ان کو پیستے رہتے تھے۔اسلام نے ان تمام سماجی کمزوریوں کو دور کرکے ان میں مساوات کا اعلان کردیا،شہریوں اور دیہاتیوں کے فرق کو مٹایا اور کاشتکاروں کو تمام حقوق میں شہریوں کے برابر قرار دیا اور خراج وصول کرنے میں افسران کے ظلم و ستم کے مقابلے میں اپنے دو بنیادی اصولوں کو نافذ کیا:

۱۔ کاشتکاروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا

۲۔ پیداوار میں اضافہ کرکے عام خوشحالی کی فضاء پیدا کرنا۔[48]

ایک مرتبہ والئ شام سعید بن عامرؓ [49] کو لگان بھیجنے میں تاخیر ہوئی، حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں دربار خلافت میں بلاکر تاخیر کی وجہ دریافت کی،انہوں نے جواب میں کہا کہ آپؐ نے ہمارے لیے تحصیل وصول کے بارے میں دو قانون مقرر کیے ہیں:

۱۔ چار دینار سے زیادہ وصول نہ کیا جائے۔

۲۔ وصول کرنے میں جلدی نہ کی جائے بلکہ آمدنی ہونے تک انہیں مہلت دی جائے۔

چونکہ ان دونوں اصولوں کی ہم سختی سے پابندی کرتے ہیں اس لیے تاخیر ہوتی ہے،حضرت عمر فاروقؓ نے یہ سن کر انتہائی خوشی میں فرمایا کہ میں تم کو زندگی بھر معزول نہیں کروں گا۔[50]

ابو عبیدؒ اس واقعے کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''وَاَنَّمَا وَجْهُ التَّاخِيرِ الَى الْغَلَّةِ لِلرِّفْقِ بِهِمْ''

(ترجمہ): تاخیر کی وجہ صرف یہی تھی کہ کاشتکاروں کی سہولت پیش نظر ہوتی تھی۔

پھر کہتے ہیں:

جس وقت کاشتکارون کو لگان کی ادائیگی میں سہولت ہو بس وہی اس کی تحصیل وصول کا وقت ہے۔"[51]

یہی اسلامی عدل و رحمت کا نظام دوسری جگہ قائم تھا جسے دیکھ کر شام کے لوگوں نے مسلمانوں کو دعوت دے کر بلایا تھا اور اپنے یہاں عدل و رحمت کی فضاء پیدا کرنے کی درخواست کی تھی۔

مصر میں خراج کا نفاذ

مصر [52] جب اسلام کے سایۂ رحمت کے تحت آیا تو سب سے پہلے مقوقس (سابق حکمران) اور مقامی کاشتکاروں اور رؤوسا کو بلاکر لگان کے بارے میں مشورہ کیا گیا اور اس کے بعد لگان کی وصولی کے لیے درج ذیل اصول

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

مقرر کئے گئے:

۱۔ لگان پہلے کی طرح پیداوار اور نقد دونوں شکلوں میں لیا جاسکتا ہے، لیکن خراج کی وصولی میں کاشتکاروں کی سہولت اور مہلت کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

۲۔ لگان زمین کی حیثیت اور پیداوار کی نوعیت کے مطابق باہمی رضامندی سے طے ہونا چاہیے۔

۳۔ ہر سال نیا بندوبست (فصلوں اور پیداوار کا حساب وکتاب) کیا جائے۔

۴۔ بندوبست کا کوئی خاص وقت مقرر کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ موقع محل کے مطابق اور کاشتکاروں کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کام کو سرانجام دیا جائے۔

۵۔ خراج کے علاوہ دیگر کچھ وصول کرنا صریح ظلم ہے۔

۶۔ فوج کی رسد اور کسی ضرورت کے پیش نظر اگر مصر سے غلہ لے جانا چاہے تو بلا کسی رعایت اس کی قیمت ادا کرے۔

رومیوں کا یہ قانون کہ لگان کے علاوہ غلہ کی ایک کثیر مقدار پایۂ تخت (دار الخلافہ) کے لیے وصول کیا جائے، اور یہ قانون کہ ہر صوبے میں فوج کی رسد کے لیے غلہ مصر سے لیا جائے، دونوں کو ختم کر دیا گیا۔

۷۔ وصول شدہ رقم سے بادشاہ کے لیے مخصوص حصہ نہ ہوگا جیسا کہ رومیوں کے قانون میں چوتھا حصہ بادشاہ کو ملا کرتا تھا۔[53]

ہر شخص سے حسب حیثیت خراج کی رقم وصول کی جاتی تھی، خراج کی وصولی میں ہر شخص کی پوری زندگی ملحوظ نظر ہوتی تھی، شادی بیاہ، اہل و عیال کے اخراجات غرض ہر چیز پر نظر رکھی جاتی تھی، اس طرح کاشتکاروں کی ضروریات اور حیثیت مد نظر رکھتے ہوئے ان سے یہ رقم وصول کی جاتی تھی، اگر کسی کو شکایت ہوتی کہ یہ رقم اس کی حیثیت سے زائد ہے تو جتنی مقدار زائد ہوتی اتنی کم کرکے باحیثیت لوگوں سے وہ مقدار وصول کی جاتی تھی۔[54]

حضرت عمر فاروقؓ نے خراج کو ملکی خزانے کی اہم مالی آمدنی قرار دیا اور اس کے اصول و ضوابط وضع کیے، اس ضابطہ بندی کا مقصد یہ تھا کہ امت کے مفاد عامہ اور اس کی ملکی سرحدوں اور شاہراہوں کی حفاظت و استحکام میں بیت المال کا اہم کردار شامل ہو اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ جنگ کے ذریعے سے مفتوحہ زمین کو ان کے مالکان کے قبضے میں نہ رکھا جاتا تاکہ زمین کی پیداوار کی ایک مخصوص مقدار بیت المال میں آتی رہے تاکہ ملکی ضروریات وانتظام وانصرام کے لیے خاطر خواہ رقم مہیا ہو۔

نتائج تحقیق:

اس مقالے سے درج ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

۱۔ خراج زمین کی پیداوار پر لگنے والا ٹیکس ہے۔

۲۔ قبل از اسلام روم اور فارس کے حکمرانوں نے اپنی محکوم رعایا کی زمینوں کی پیداوار پر خراج کو نافذ کیا۔ البتہ خراج کی حصول میں کاشتکار کی سہولت، زمینوں کی پیداواری صلاحیت اور عدل و انصاف کے اصولوں کو مد نظر نہیں رکھا جاتا تھا۔

۳۔ اسلام نے اپنی محکوم غیر مسلم رعایا کی زمینوں کو ان کے قبضے باقی رکھ کر اس کی پیداوار پر خراج کو نافذ کیا۔

۴۔ خراج کے نفاذ کے سلسلے میں زمین کی پیداواری صلاحیت اور عدل وانصاف کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر خراج کی مقدار کا تعین کیا۔ ۵۔ خراج کے حصول میں کاشتکار کی سہولت، نرمی اور احسان کے طریق کار کی تاکید کی گئی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

حواشی وحوالہ جات

1- ابن منظور،محمد بن مکرم الافریقی (م۷۱۱ ہجری) ، لسان العرب ،دار صادر، بیروت،۱۴۱۴ھ، ج:۲،ص:۲۵۱

2- أیضًا

3- المؤمنون: (۲۳):۷۲

4- القرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری(م۶۷۱ھ)،الجامع لاحکام القرآن، دارالکتب المصریہ، القاھرہ، ۱۳۸۴ھ، ج:۱۲، ص:۱۴۱

5- البیضاوی،ابو سعید عبداللہ بن عمر(م۶۸۵ھ)،انوار التنزیل واسرار التاویل،دار احیاء التراث العربی،بیروت،۱۴۱۸ھ، ج:۴،ص:۹۲

6- محمد بن الحسن الشيباني ،امام(م ۱۸۹ھ):الجامع الصغیر وشرحه النافع الكبير،شارح : محمد عبد الحي اللكهنوي (م۱۳۰۴ھ) ،عالم الكتب ، بيروت،۱۴۰۶ھ، ص:۳۱۰، كتاب السير، باب الارض يسلم عليها اهلهااو تفتح عنوةً

7- سواد: سواد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ زمین باغوں اور کھیتوں کی سواد کی وجہ سے کہتے ہیں چونکہ جزیرۃ العرب خشک ہے جس میں زراعت اور باغات کانام نہیں جب عرب اپنے گھروں سے نکلے تو کھیتوں اور باغوں کی سبزی اور سیاہی کو یہ لوگ ایک نام سے موسوم کرتے تھے، لہٰذا انہوں نے عراق کے سبزہ زار کو بھی سواد سے موسوم کیا۔(الماوردی۔ ابوالحسن علی بن محمد البغدادی م ۴۵۰ھ) الاحکام السلطانیۃ، دارالحدیث، قاہرہ، س ن، ص:۲۵۸، باب فیما تختلف احکامہ من البلاد) عراق: عربی میں عراق کے معنی ہیں استواء، چونکہ عراق کا علاقہ پہاڑوں کی بلندی اور وادیوں کی پستی سے خالی ہے اس لیے اس کو عراق کہتے ہیں۔(الاحکام السلطانیہ،ص:۲۵۹،باب فیما تختلف احکامہ من البلاد)

8- ایضاً،ص:۲۶۱

9- قباذ بن فیروز: بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل فارس کے حکمرانوں میں سے ایک قباذ بن فیروز بن یزدگر بن بہرام جور ہیں۔ فیروز کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بلاش تخت نشین ہوا۔ اس دوران قباد فرار ہو کر ترک بادشاہ کے پاس اپنے بھائی کے خلاف مدد لینے کے لیے چلا گیا۔ چار سال بعد حکومت حاصل کرنے کے لیے لشکر لے کر روانہ ہوا، نیشاپور کے قریب اپنے بھائی کی وفات کی اطلاع ملی۔ اس کے بعد قباذ بن فیروز فارس کا حکمران بنا۔(ابن جریر الطبری،ابو جعفر محمد بن جریر(م۳۱۰ھ)،تاریخ الرسل والملوک، دارالتراث، بیروت،۱۳۸۷ھ،ج:۲،ص:۹۰،ذکر ملک قباذ بن فیروز)

10- الاحکام السلطانیہ، ص:۲۶۱، باب فیما تختلف احکامہ من البلاد

11- کسریٰ نوشیروان: کسریٰ لقب ہے اور نوشیروان نام ہے۔ اپنے والد قباذ بن فیروز کے بعد تخت نشین ہوا۔ آپؐ کی وجہ شہرت عدل ہے۔ کسریٰ نوشیروان ۴۸ سال تک بادشاہ رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش نوشیروان کے آخری دنوں میں ہوئی۔(تاریخ الرسل والملوک، ج:۲، ص:۹۸ومابعد، ذکر ملک کسریٰ نوشیروان)

12- کسریٰ خسرو پرویز: خسرو پرویز بن ہرمز بن کسریٰ نوشیروان اپنے والد ہرمز کے بعد فارس کا بادشاہ بنا۔ خسرو پرویز

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

ایک بہادر اور زیرک بادشاہ تھا۔ چنانچہ معرکہ بازی، بہادری، کامیابی اور مال و اسباب جمع کرنے میں بے مثال رہا۔ اسی وجہ سے اس کا نام پرویز رکھا گیا، جس کا عربی میں ترجمہ مظفر (کامیاب ترین) سے کیا گیا ہے۔(تاریخ الرسل والملوک، ج:۲، ص:۱۷۶، ذکر ملک کسری ابرویز بن ھرمز)

13- **یزدگر بن شہریار:** یزدگر بن شہریار بن کسریٰ پرویز فارس کے حکمرانوں میں سے اخری حکمران ہے۔ شیرویہ نے جب اپنے بھائیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا، اس وقت یزدگر اپنی جان بچا کر اصطخر آگیا تھا۔ فرخزاد خسرو کے قتل کے بعد کمسنی میں تخت نشین ہوا۔ یہاں تک حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں فارس فتح ہوا۔ اور یزدگر ۲۸ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ بعض روایات کے مطابق یزدگر نے فرار ہو کر خاقان چین کے پاس پناہ لی۔(تاریخ الرسل الملوک، ج:۲، ص:۲۳۴، ذکر ملک یزدجرد بن شہریار)

14- **الأحکام السلطانیه، ص:۲۶۱ ، باب فیما تختلف احکامه من البلاد**

15- **أبو زکریا،یحیٰ بن آدم (م ۲۰۳ھ)،الخراج، المطبعة السلفیه ومکتبتها ۱۳۸۴ھ، ص:۴۷ ،باب واما الجزیة والخراج ،رقم الحدیث:۱۳۱**

16- **عبدالملک بن مروانؒ:** آپ ابو الولید عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قریشی ہیں۔ آپؒ ۲۶ ھ میں حضرت عثمان ذوالنورین کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا شمار علماء میں ہوتا ہے، البتہ آپؒ قلیل الحدیث ہیں۔ اپنے والد مروان کی وفات کے بعد ۶۵ھ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ آپ اہل علم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ مدبر سیاستدان تھے۔ آپؒ نے ۸۶ھ میں وفات پائی۔(**ابن سعد۔ابو عبدالله محمد بن سعد البغدادی(م ۲۳۰ ھ):الطبقات الکبری، دارالکتب العلمیة،بیروت، ۱۴۱۰ھ، ج:۵، ص:۱۷۲ وما بعد،بقیة الطبقة الثانیة من التابعین من المہاجرین،ذکر عبدالملک بن مروانؒ)**

17- البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر(م ۲۷۹ھ): فتوح البلدان، دار و مکتبة الھلال، بیروت، ۱۹۹۸ء، ص:۱۱۲، فتوح الشام

18- **المقریزی:** آپؒ ابو العباس تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر الحسینی مصری ہیں۔ آپؒ کی پیدائش ۷۶۶ھ بمطابق ۱۳۶۴ء میں قاہرہ میں ہوئی۔ آپؒ ایک مؤرخ تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا ابن الصائغ حنفی سے حاصل کی۔ مختلف سرکاری عہدوں پر تدریسی اور انتظامی خدمات سرانجام دیں۔ ۸۳۴ھ بمطابق ۱۴۳۰ء میں حج ادا کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے، اور مکہ مکرمہ میں طویل علالت کے بعد جمعرات کے دن ۲۷ رمضان المبارک ۸۴۵ھ بمطابق ۹ فروری ۱۴۴۲ء میں وفات پائی۔(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۵ء، ج:۲۱، ص:۴۴۶، المقریزی)

19- **المقریزی،احمد بن علی(م۸۴۵ھ)،المواعظ والاعتباربذکر الخطط والآثار ، دار الکتب العلمیه، بیروت، ھ، ج:۱، ص: ۱۴۱ ،ذکر ماکان یعمل فی أراضی مصر۱۴۱۸**

20- ایضًا

21- ایضًا

22- **مسیلمہ کذاب:** مسیلمہ قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا۔ کذاب مبالغے کا صیغہ ہے جس کا معنی "بڑا جھوٹا"۔ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبوت میں شریک ہونے کا دعوی کیا تھا، اس وجہ سے اس کو "کذاب" کہا جانے لگا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد اس کی سرکوبی کے لیے مہم روانہ کیا۔ یمامہ کے مقام پر نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی جس میں مسیلمہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

کذاب لڑتا ہوا مارا گیا۔(تاریخ الرسل والملوک، ج:۳، ص:۲۸۱،حوادث السنة الحادیة العشرة بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

23- الاعراف(۷):۱۲۸

24- أبوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی (م ۲۷۵ھ)، سنن أبی داؤد ،المکتبة العصریه،بیروت، ج:۳،ص:۱۷۸ ،باب إحیاءالموات، رقم الحدیث:۳۰۷۶

25- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: آپؒ قطب الدین احمد بن عبد الرحیم مشہور بہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۴ شوال ۱۱۱۴ھ بمطابق ۲ فروری ۱۷۰۳ء دہلی میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد شیخ الحرم حضرت ابو طاہر مدنی سے اکتساب علم کیا۔ آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں اور کمالات سے نوازا تھا۔ آپؒ بیک وقت محدث، مفسر، فقیہ، فلسفی اور سیاستدان تھے۔ آپؒ نے پاک وہند کے مسلمانوں کے لیے تبلیغی، تدریسی، تصنیفی، تحقیقی، روحانی، علمی، معاشی، معاشرتی، سیاسی گویا ہر میدان میں کام کیا۔ آپؒ کا سب سے بڑا کارنامہ آپؒ کی دینی خدمات وتصنیفات ہیں جو تمام عالم اسلام میں مقبولیت اور سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپؒ کی مشہور تصانیف میں "فتح الرحمٰن فی ترجمة القرآن،تفسیر فتح الخبیر،،الفوزالکبیر فی اصول التفسیر،حجة اللہ البالغه،فیوض الحرمین، عقدالجید فی احکام الاجتہاد والتقلید اور الانصاف فی بیان سبب الاختلاف فی الاحکام الفقهیه،ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء وغیرہ ہیں۔ آپؒ نے ۱۱۷۶ء میں دہلی میں وفات پائی۔(سید محبوب رضوی: تاریخ دارالعلوم دیوبند، المیزان ناشران کتب اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵ء، ج:۱، ص:۸۶، شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمی خدمات)

26- شاہ ولی اللہؒ۔احمد بن عبد الرحیم(م۱۱۷۶ھ):حجة اللہ البالغه، دار الجیل، بیروت، ۲۰۰۵ء ج:۲،ص:۱۶۰،من ابواب ابتغاء الرزق

27- عراق کی فتح ۱۴ھ میں شروع ہوئی اور ۱۷ھ معرکہ نہاوند پر مکمل ہوئی، جب آخری کسریٰ یزدگرنے فرار ہو کر خاقان چین کے پاس پناہ لی۔ جس کے بعد پورے عراق وایران پر اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔(تاریخ الرسل والملوک، ج:۳، ص:۴۷۹، وما بعد، وقائع سنۃ اربع عشرۃ)

28- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف: آپؓ عبدالرحمان بن عوف ابو محمد زہری قریشی ہیں۔ عام الفیل سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے، عشرہ مبشرہ صحابہ میں شامل تھے اور اس سات رکنی مجلس کے رکن تھے، جس نے حضرت عمر فاروق کی شہادت کے بعد خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا۔ ابتداء اسلام میں حضرت ابو بکر صدیق کی دعوت پر مشرف باسلام ہوئے۔ دوبار حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(ابن اثیر۔ عزالدین علی بن ابی المکرم (م ۶۳۰ھ) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج:۳، ص:۴۷۵، حرف العین

29- حضرت بلال بن رباح آپؓ کی کنیت ابوعبداللہ تھی، حضرت ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام تھے، آپؓ اولین ایمان لانے والے صحابہؓ میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال سابق الحبشہ ہیں یعنی حبشیوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے کے شام تشریف لے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔(الطبقات الکبریٰ، ج:۳،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

ص:۱۷۴، طبقات البدریین من المہاجرین)

30- **حضرت معاذ بن جبل:** آپؓ معاذ بن جبل بن عمرو انصاری ہیں۔ آپؓ کی والدہ محترمہ ہند بنت سہل قبیلہ جہینہ سے تھیں۔ آپؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا عامل (گورنر) اور معلم بنا کر بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؓ یمن ہی میں رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں آپؓ شام، حمص میں گورنر، معلم اور مشیر رہے۔ آپؓ نے ۱۸ھ میں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں طاعون عمواس کی وبا میں اپنے اہل خانہ سمیت (۳۸) سال کی عمر میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ، ج:۲، ص:۲۶۴، ذکر معاذ بن جبلؓ)

-31 أبو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، امام(م۱۸۲ھ):الخراج، المکتبة الازهرية للتراث، قاہرہ، س ن، ص:۴۶، بیان ماعمل به فی السواد

-32 أیضًا، ص:۳۵ ،فصل فی الفئ والخراج

-33 أیضًا، ص :۴۷ ، بیان ماعمل بہٖ فی السواد

-34 أیضًا، ص:۳۵ ، فصل فی الفئ والخراج

-35 أیضًا، ص:۳۶

-36 الحشر(۵۹):۷تا۱۰)

-37 الحشر(۵۹):۱۰

-38 الخراج لابی یوسف، ص :۳۶ ،فصل فی الفئ والخراج

-39 ایضًا

40- أیضًا، ص :۴۸، بیان ما عمل بہٖ فی السواد

41- **حضرت عثمان بن حنیف:** حضرت عثمان بن حنیف انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ نے غزوۂ احد سے لے کر بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی۔ معاشیات اراضی مثلاً زمین کی پیائش، زمین کی آبادکاری، محصولات زمین کے ماہر تھے۔ حضرت عمر فاروق نے آپؓ کو عراق میں بصرہ اور دریائے فرات کے اضلاع کا بندوبستی آفیسر مقرر کیا تھا۔ آپؓ نے کوفہ میں رہائش اختیار کی تھی اور حضرت امیر معاویہ کے زمانے تک زندہ رہے۔ (ابو عمر یوسف بن عبد اللہ النمری القرطبی: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ج:۳، ص:۱۰۳۳، باب عثمانؓ)

42- **حضرت حذیفہ:** آپؓ حضرت حذیفہ بن الیمان بن جابر العبسی ہیں۔ غزوۂ احد میں افراتفری میں مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا۔ سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں عراق کی فتوحات میں آپؓ کا بڑا دخل تھا۔ آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار (صاحب السرّ) تھے۔ منافقین کی تمام خبریں آپؓ کے پاس تھیں۔ حضرت عمر فاروق اس شخص کا نماز جنازہ نہیں پڑھاتے جس میں حضرت حذیفہ بن الیمان حاضر نہ ہوتے۔ حضرت عمر فاروق نے آپؓ کو مدائن کا گورنر بنایا۔ آپؓ نے ۳۶ھ میں مدائن میں وفات پائی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج:۱، ص:۳۳۵، باب حذیفہ)

43- الخراج لأبی یوسف، ص :۴۸، بیان ما عمل بہٖ فی السواد

44- ایضًا، ص: ۴۶

45- ایضًا، ص:۴۷

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1512017

46- ایضًا

47- حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت کے اخری آیام میں ۱۳ھ میں شام کے فتوحات کی ابتداء ہوئی۔ ۱۵ھ میں بیت المقدس کے فتح ہونے پر سارے ملک شام پر اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔(تاریخ الرسل والملوک، ج:۳، ص: ۲۲۲ ومابعد،وقائع سنة ثلاث عشرة)

48- أبو عبید، القاسم بن سلام الهروی البغدادی (م ۲۲۴ھ ،دارالفکر ،بیروت،س ن،کتاب الأموال ص:۵۵، باب اجتباء الجزیة والخراج وما یؤمر به من الرفق باهلها "۔

49- سعید بن عامر: آپؓ سعید بن عامر بن حذیم بن سلامان قریشی ہیں۔ آپؓ نے غزوہ خیبر سے قبل اسلام اقبول کیا اور مدینہ منورہ ہجرت کی۔ خیبر اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ آپؓ کا شمار زہاد اور جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپؓ انتظامی امور کے ماہر تھے، نہایت ذہین اور حاضر جواب تھے، آپؓ کی ان خصوصیات کی بناء پر حضرت عمر فاروق نے آپؓ کو شام جیسے اہم صوبے کا گورنر بھی بنایا۔(اسد الغابہ، ج:۲، ص:۴۸۳، باب السین والعین)

50- کتاب الأموال، ص:۵۵، باب اجتباء الجزیة والخراج وما یؤمر به من الرفق بأهلها

51- أیضًا

52- مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا۔(تاریخ الرسل والملوک،ج:۳ ،ص:۱۰۳، وقائع سنة عشرین)

53- المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار ، ص:۱۴۶،۱۴۵،ذکر ما عمله المسلمون عند فتح مصر

54- ایضًا

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).